جناب ڈاکٹر انور ادیب

# گنوادی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی

علامہ اقبال کا شعر ہے:

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمین پر آسمان نے ہم کو دے مارا

اقبال کا یہ شعر مسلمانوں کے عروج و زوال کی ایسی تصویر پیش کرتا ہے جس سے انکار ممکن نہیں' یہ مسلمانوں کے اسلاف ہی تھے جو علوم وفنون کے مشعل بردار تھے' انہوں نے علم کی شمع روشن کی تھی' اپنا علوم کے ذریعہ دنیا کی قیادت کی تھی علوم کے مختلف شعبوں میں اپنی محنت' لگن اور تحقیق سے زبردست ترقی کی تھی اور اور قدیم علوم کو اپنی تحقیقات کے ذریعہ درجہ کمال تک پہنچا دیا تھا ان کے اندر وہ ماہرین فن اور سائنس دان پیدا ہوئے' جنھوں نے صدیوں تک دنیا کی رہنمائی کی۔ بغداد بخارا' سمرقند' دمشق وقرطبہ مصر وکوفہ ہر قسم کے علوم وفنون کے مراکز تھے' یونان وروم اور ایران وہندوستان میں مختلف علوم وفنون پر جو تحقیقی کام ہوا تھا اسے عربی میں منتقل کیا گیا' سابقہ تحقیقات وتجربات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہر شعبہ میں نئی نئی تحقیقات وانکشافات کیے گئے۔

امام رازی' ابن سینا' ابن رشد فارابی' البیرونی' امام غزالی' ابن الہیثم' جابر بن حیان' محمد ادریس' محمد خوارزمی' ابوالقاسم زہراوی' جیسے سائنس داں پیدا ہوئے' جن کی کتابیں صدیوں تک یورپ کی درسگاہوں میں پڑھائی جاتی رہیں' اس کا اعتراف ہر انصاف پسند غیر مسلم سائنس دانوں اور دانشوروں نے کیا ہے' کہ یورپ کی ترقی وعروج کی بنیاد مسلمانوں کی تحقیقات وانکشافات پر رکھی گئی ہے' مشہور مستشرق جارج سارٹن نے اپنی کتاب ''این انٹروڈکشن آف ہسٹری آف سائنس میں اس حقیقت کا اعتراف اس طرح کیا ہے:

''انسانیت کا اہم کام مسلمانوں نے انجام دیا ہے' سب سے بڑا فلسفی فارابی مسلمان تھا' سب سے بڑا ریاضی داں ابوالکلام شجاع اور ابراہیم بن سنان مسلمان تھے' سب سے بڑا جغرافیہ داں ابوالحسن مسعودی بھی مسلمان تھا' اور سب سے بڑے مورخ طبری بھی مسلمان تھا''۔

یہ وہ وقت تھا جب یورپ سے تشنگان علم اپنی علمی پیاس بجھانے کے لئے مسلم ممالک کا رُخ کرتے تھے' اور ہر فن میں مسلمانوں کی شاگردی اختیار کرتے تھے' لیکن جب مسلمانوں نے تعلیم سے منہ موڑ لیا' علم دوستی ترک کر دی'

اپنے آبا و اجداد کے تحقیقی کارناموں سے غافل ہو گئے تو قعر مذلت میں جا گرے' ذلت و خواری ان کا مقدر بن گئی' تاریخ ہمیں بتاتی کہ سترہویں صدی عیسوی سے مسلمانوں کا زوال اور اہل یورپ کے عروج شروع ہوا۔

آج دنیا میں مسلمانوں کی تعداد ڈیڑھ ارب ہے' لیکن دنیا کی ترقی میں ان کا کوئی حصہ نہیں' مسلم ممالک کی تعلیمی حالت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ 57 مسلم ممالک میں ان کی یونیورسٹیوں کی تعداد صرف 500 ہے گویا تیس لاکھ مسلمانوں کے لئے ایک یونیورسٹی ہے' جب کہ صرف امریکہ میں 58-57 یونیورسٹیاں ہیں' دنیا کی 500 سرفہرست یونیورسٹیوں میں ایک بھی مسلم ملک کی یونیورسٹی شامل نہیں' اس تعلیمی تقابل کو آگے بڑھائے ہوئے عیسائی اور مسلم ممالک کی تعلیمی حالت کا اور گہرائی سے جائزہ لینے سے جو حقیقت ابھر کر سامنے آتی ہے وہ بے حد افسوسناک ہے' یو این ڈی پی کی طرف سے اکٹھے لئے گئے اعداد و شمار کے مطابق عیسائی ممالک میں شرح خواندگی 90 فیصد ہے' ان میں پندرہ ممالک ایسے ہیں جن میں شرح خواندگی سو فیصد ہے۔

اس کے برعکس مسلم ممالک میں اوسطاً شرح خواندگی 40 فیصد ہے اور پوری مسلم دنیا میں ایک بھی ملک ایسا نہیں ہے جس کی شرح خواندگی سو فیصد ہو۔

یورپی ممالک میں 98 فیصد افراد ایسے ہیں جنہوں نے کم از کم پرائمری تک تعلیم حاصل کی ہوئی ہے' جب کہ مسلم ممالک میں 50 فیصد خواندہ افراد ایسے ہیں جنہوں نے پرائمری تک بھی تعلیم حاصل نہیں کی ہے' یورپی ممالک میں 40 فیصد خواندہ افراد ایسے ہیں جنہوں نے یونیورسٹی تک تعلیم حاصل کی ہے' اس کے بالکل برعکس مسلم ممالک میں 2 فیصد بھی خواندہ افراد ایسے نہیں ہے جنہوں نے یونیورسٹی تک تعلیم حاصل کی ہے۔ مسلم ممالک کے ہر دس لاکھ افراد میں سے صرف 230 افراد سائنس داں بنتے ہیں۔ اس کے برعکس امریکہ میں ہر دس لاکھ افراد میں سے ۴ ہزار اور جاپان میں ۵ ہزار سائنس داں ہیں۔ ان اعداد و شمار سے مسلم ممالک میں سائنسی علوم میں عدم دلچسپی کا اظہار ہوتا ہے۔

مسلمان تحقیق کے میدان میں بھی عیسائیوں اور یہودیوں سے بہت پیچھے ہیں' اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے' کہ پوری عرب دنیا میں کل وقتی محققوں کی تعداد صرف 35 ہزار ہے اور دس لاکھ عربیوں میں سے صرف 50 ٹیکنیشن ہیں جبکہ اسکے برعکس عیسائی اور یہودی ممالک میں ہر دس لاکھ افراد میں سے ایک ہزار ٹیکنیشین پیدا ہوتے ہیں۔

کسی معاشرے میں علم اور اس کے پھیلنے کا اندازہ اس میں شائع ہونے والی کتب اور اخبارات سے لگایا جاسکتا ہے' پاکستان میں ہر ایک ہزار افراد کیلئے 23 اخبارات ہیں' برطانیہ میں ہر دس لاکھ افراد کیلئے دو ہزار کتابیں شائع ہوتی ہیں' جبکہ مصر میں دس لاکھ افراد کیلئے صرف بیس کتابیں شائع ہوتی ہیں' یہ اس مصر کا حال ہے جو کبھی تہذیب و تمدن کا گہوارہ ہوا کرتا تھا۔

مسلم ممالک کی پسماندگی کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ 57 مسلم ممالک کی جی۔ ڈی۔ پی تین کھرب

ڈالر سے کم ہے جب کہ صرف امریکہ میں کی جی ڈی پی بارہ کھرب ڈالر چین کی آٹھ کھرب ڈالر جاپان کی تین کھرب ڈالر اور جرمنی کی دو کھرب بائیس ارب ڈالر ہے۔

جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے 57 مسلم ممالک ہیں ڈیڑھ ارب مسلمان ہیں آبادی کے لحاظ سے یہ دوسرے نمبر پر ہیں۔ لیکن گزشتہ تین سو برسوں میں دنیا نے جو ترقی کی ہے اس میں ان کا کوئی حصہ نہیں یہودیوں کی تعدد مسلمانوں کے مقابلے میں بہت کم ہے ایک یہودی کے مقابلے میں مسلمانوں کی تعداد سو ہے اسکے باوجود یہودی مسلمانوں سے سوگنا زیادہ طاقتور ہیں اس وقت ساری دنیا میں یہودی چھائے ہوئے ہیں۔ زندگی ہر شعبہ میں انکی اجارہ داری ہے سائنس طب تجارت تعلیم میڈیا اسپورٹس خدمت خلق میں ان کی خدمات نمایاں ہیں طوالت کے خوف سے اس کی تفصیل پیش نہیں کی جارہی ہے یہودیوں کی علم دوستی اور محنت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ گزشتہ 105 برسوں میں یہودیوں نے 180 نوبل پرائز حاصل کئے ہیں جیسا کہ ڈیڑھ ارب مسلمانوں میں سے صرف تین مسلمان اس انعام کو حاصل کر سکے۔

مسلمان اپنی کثیر تعداد کے باوجود پسماندگی اور زبوں حالی کا شکار ہیں کل جو دنیا کے امام تھے آج ذلت و خواری کی زندگی گزار رہے ہیں ان کا وقار جا تا رہا اس کا سبب وسائل کی کمی نہیں بلکہ وسائل کو استعمال کرنے کی صلاحیت کی کمی ہے حالات کے تجزیہ سے ظاہر ہے کہ اس کا سب سے اہم سبب تعلیم سے عدم دلچسپی نہیں رہی انہوں نے اپنے اسلاف کی میراث کی حفاظت نہیں کی جس کے نتیجے میں ذلت وخورای ان کا مقدر بن گئی صورت حال آج بھی بدل سکتی ہے اگر مسلمان حصول تعلیم سے بھرپور دلچسپی لیں سائنس اور ٹیکنالوجی کو اپنی کھوئی ہوئی میراث سمجھ کر اسے حاصل کرنے کی کوشش کریں اور یہ سب زبردست لگن اور محنت ہی سے ممکن ہے۔

انہیں مسلمانوں کو پسماندگی کا بے حد احساس تھا انہوں نے اس پسماندگی کو دور کرنے کے لئے سائنس و ٹیکنالوجی کا حصول ضروری سمجھا۔ چنانچہ مسلمانوں کے اندر علمی شعور بیدار کرنے اور سائنس ذہن پیدا کرنے کے لئے اٹلی کے شہر ٹریسٹے میں ایک سائنسی تربیتی مرکز قائم کیا تھا۔ یہ 1964 کی بات ہے ضرورت ہے اس قسم کے سائنسی تربیتی مراکز ہر مسلم ممالک میں قائم ہوں تا کہ مسلمانوں کو سائنس وٹیکنالوجی سے رغبت ہو سائنس وٹیکنالوجی کی تعلیم کے فروغ کیلئے ایسے مراکز بے حد اہم و مفید ہیں۔

تو آئیے! اپنے اسلاف کی کھوئی ہوئی میراث کی بازیابی کیلئے علم کی اشاعت وفروغ کو وظیفہ حیات بنالیں۔

---

**خط وکتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے۔**